۲۸/۵/۲۳ھ
۱/۶/۲۸ھ

۷۸/۲۸۰۶۹۰۵۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظام ان مسائل کے بارے میں!

① عورت کیلئے بال کٹانا جبکہ اس کا خاوند فوت ہو چکا ہو کیسا ہے بلحاظ سوگ میں یا بغرض زینت کیلئے کٹائے۔ اس بارے مسلم شریف کی ایک حدیث کا مطلب دریافت کرنا ہے

حدثنی عبید اللہ بن معاذ العنبری ...... قال دخلت علی عائشۃ ...... قال وکان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأخذن من رؤسھن حتی تکون کالوفرۃ

(مسلم شریف جلد ا ص ۱۴۸)

لہذا امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے اس عمل کی روشنی میں کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے کہ انہوں نے ایسا آپ علیہ السلام کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد کیا۔

② "رمضان المبارک میں حافظ کو تراویح میں قرآن پاک ختم کرنے اجرت دینا اور اس کا لینا" کے بارے میں زید کا مؤقف یہ ہے کہ جائز ہے کیونکہ اگر کوئی حافظ کسی مسجد میں نماز سے خارج رمضان میں ختم قرآن کرے تو وہ کسی رقم کا مستحق نہیں ہوتا اور اگر فرائض میں ختم کرے تو بھی اس رقم کا مستحق نہیں سمجھا جاتا بلکہ جب تراویح میں امام بنتا ہے اور پورا قرآن ختم کرتا ہے تو مستحق شمار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ رقم امامت مخصوصہ کا معاوضہ ہے جبکہ رکن قرآن ہو یہ تو ایسے ہے کہ کوئی صرف جمعہ کی نماز میں امام بنے تو اس کی مرضی ہے جونسی سورت چاہے پڑھے والحرج فیہ۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے!

فقہاء کرام نے تلاوت پر اجرت لینے کو نا جائز کہا ہے لیکن ہمارے بلاد میں حفاظ تلاوت بھی کرتے ہیں امامت بھی لہٰذا ان کی رقوم کو صرف تلاوت کا معاوضہ ٹھہرانا اور امامت سے صرف نظر کرنا بے انصافی اور بلاوجہ ہے اگر صرف تلاوت کو ملحوظ رکھا جائے تو تلاوت سے کوئی تراویح خالی نہیں لہٰذا مطلق تراویح پر اجرت لینا نا جائز ہوگا۔ بہر حال حافظ کا اس رقم پر انکار کرنا عندی مسئلہ بعد حنفی نہیں ہے یہ اجرت علی الامامت ہے اجرت علی محض التلاوت نہیں ہے۔

علاوہ ازیں!

"مسائل رفعت قاسمی" میں (جو کہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی رفعت قاسمی صاحب کا تالیف شدہ مجموعہ ہے) "مسائل تراویح" میں ایک فتویٰ نقل کیا ہے جسمیں ہندوستان کے بہت سے علماء کرام کے دستخط کیساتھ تراویح میں حافظ کو اجرت لینے کی رخصت دی گئی ہے۔ آپ موجودہ زمانے کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسئلہ کی تنقیح فرمائیں۔

③ نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا ممنوع ہے یا مشروع؟۔ اثبات کے قائلین کا موقف یہ ہے "کہ نماز جنازہ کے بعد صفوف میں کھڑے ہو کر دعا کرنا ممنوع ہے اور اگر صفوف توڑ کر دعا کرنا مشروع ہے۔ اکثر فقہاء جو منع کرتے ہیں انہوں نے ترک دعا کی دلیل ذکر نہیں کی حال بعض نے اس کو زیادت علی الجنازہ سے تعبیر کیا ہے لہٰذا یہ کراہت صفوف منتشر کرنے سے دور ہو جائیگی، ہاں چونکہ احادیث میں اس سے نکیر نہیں ہے اس لیے یہ مسنون نہیں تو مباح تو ہے ہی"۔ آپ دلیل شرعی سے مسئلہ واضح فرمائیں۔

فقط والسلام
محمد راشد دسکوی

(جواب صفحے کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں)

مدرسہ عربیہ بیر رائے ونڈ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ
بمعرفت مطیع الرحمٰن

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

1۔ عورتوں کے لیئے سر کے بال رکھنا واجب ہے، ان کے لیئے صرف حج میں احرام سے حلال ہونے کے لیئے بالوں کو انگلی کے پورے کی مقدار کاٹنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ سوائے کسی بیماری کے بال کتروانا اور منڈانا حرام ہے۔

رہی مسلم شریف کی حدیث جو سوال میں مذکور ہے اس کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں چنانچہ:

1۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث اپنی حقیقت پر محمول ہے، لیکن ازواج مطہرات کا یہ فعل احرام سے حلال ہوتے وقت کے ساتھ خاص ہے کہ ازواج مطہرات تقصیر قدر انملہ پر اکتفاء نہیں کرتی تھیں، بلکہ اس سے زائد بال کاٹتی تھیں، باقی عام حالات میں وہ بال نہیں کاٹتی تھیں۔

۲۔ شیخ الھند محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بات کا احتمال ہے کہ بڑھاپے کی حالت میں بال کم ہوگئے ہوں (اور راوی نے اپنے فہم کے مطابق یہ سمجھا ہو کہ ازواج مطہرات بال کترواتی ہیں، لہذا اسے "أخذ" سے تعبیر کر دیا)

۳۔ بعض حضرات نے یہ تاویل کی ہے کہ "چونکہ حج وعمرہ میں احرام سے حلال ہوتے وقت بالوں کا کاٹنا لازم وضروری ہے اور ازواج مطہرات کثرت سے حج وعمرے ادا کیا کرتی تھیں، لہذا اس وجہ سے ان کے بال بار بار کاٹنے کے باعث اس طرح ہوگئے تھے۔

٤۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ازواج مطہرات اپنے لٹکے ہوئے بالوں کو سمیٹ کر گدی یا سر پر باندھ لیتی تھیں اور مینڈھیاں وغیرہ نہیں بناتی تھیں، چنانچہ بال بایں طور مثل وفرہ معلوم ہوتے کہ کانوں سے نیچے نہ آتے تھے (ورنہ درحقیقت وہ اپنے بالوں کو کترواتی نہیں تھیں) جیسا کہ اس دور میں اکثر بوڑھی عورتیں کرتی ہیں، بلکہ عام عورتیں تو غسل کے وقت سر دھونے کے بعد اس طرح بالوں کو سمیٹ کر گدی پر باندھ لیتی ہیں۔ (راوی نے ان کے بالوں کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ کاٹتی ہیں ورنہ درحقیقت وہ بال گدی پر بندھے ہوئے تھے)۔

۵۔ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ تاویلات کی ضرورت اس وقت پڑے گی جب یہ بات تسلیم کی جائے کہ ازواج مطہرات اپنے بالوں کو کتر کر کم کرتی تھیں، لیکن اگر بخاری شریف کی روایت "عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: ... فوعكت فتمرق شعري، فوفا جميمة" کے پیش نظر یہ کہا جائے کہ بیماری کے باعث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بال کم ہوگئے تھے، ابوسلمہ نے ان کے بال عام عورتوں سے کم دیکھ کر اپنے گمان سے یہ سمجھ لیا ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بال کترواتی ہیں۔ اور پھر اسے اپنے الفاظ میں بیان کیا۔ اور ظاہر ہے کہ "ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم" سے مراد سب نہیں، بلکہ حضرت عائشہ ہی مراد ہیں، تعظیما واحد کو جمع سے تعبیر کر دیا۔ (امداد الأحکام: ٤/ ٣٥٦، ٣٥٧، ط: دار العلوم۔ بتغییر)

1۔ قال الحصكفي رحمه الله: وفيه: قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت. زاد في البزازية: وإن باذن الزوج لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق، ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

والمعنى المؤثر التشبه بالرجال.

قال ابن عابدين رحمه الله: قوله: (والمعنى المؤثر) أى: العلة المؤثرة فى إثمها التشبه بالرجال فإنه لايجوز كالتشبه بالنساء، حتى قال فى المجتبى رامزا: يكره غزل الرجل على هيئة غزل النساء.

(شامى: كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ٩/ ٦٧١، ٦٧٢، ط: حقانية)

٢- فى صحيح البخارى: عن ابن عباس رضى الله عنه قال: لعن النبى صلى الله عليه وسلم: المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال.

(كتاب اللباس، باب المتشبهين بالنساء: ٢/ ٨٧٤، قديمى كراچى)

٣- فى المحيط البرهانى: وإذا حلقت المرأة شعرها، فان حلقت لوجع أصابها فلا بأس به و إن حلقت تشبها بالرجال فهو مكروه، وهى ملعونة على لسان صاحب الشرع.

(كتاب الاستحسان، الفصل العشرون... : ٦/ ١٢٠، ط: الغفارية)

٤- فى العرف الشذى: وههنا اشكال قوى لم يتوجه اليه أحد... وسألت مولانا مدظله العالى عن حل الإشكال، وقال: لعلها قلت الاشعار حالة الشيب، وعندى ان قصر بعض ازواج النبى صلى الله عليه وسلم وإنما كان عند التحلل من الاحرام لا فى غيره من الأوقات ولى فى هذا الجواب تردد.

(ترمذى: كتاب الحج، باب ماجاء فى كراهية الحلق للنساء: ١/ ١٨٣، ط: ايچ-ايم سعيد)

٥- وعن بعض مشايخنا... أن ذلك لكثرة حجهن وعمرتهن، فبتكرار القص عند الاحلال مرة بعد مرة صرن كذلك.

(الحل المفهم: كتاب الحيض، باب القدر المستحب: ١/ ٦٤، ط: ايچ-ايم سعيد)

٦- فى فتح الملهم: قلت وعندى المراد بالحديث إن نساء النبى صلى الله عليه وسلم كن يقصصن شعورهن المسترسلة و يعقدنها على القفا أو على الرأس من غير أن يتخذنها قرونا و ضفائر حتى تكون كالوفرة فى عدم مجاوزتها من الاذنين كما يفعله كثير من العجائز والايامى فى عصرنا بل عامة النساء فى حالة الاغتسال بعد غسل الرأس فإن الشعور الطويلة لو استرسلت على حالها فايصال الماء إلى البدن المستور تحت الشعور لا يخلو عن كلفة ومشقة وغرض أبى سلمة من هذا الكلام التنبيه على أنه لم يحجب عن رؤية رأس عائشة و كيفية غسلها والله اعلم.

(كتاب الحيض، باب القدر المستحب... : ١/ ٤٧٢، ط: رشيدية، قارى منزل پاكستان چوک كراچى)

(جارى ہے)

Scanned by CamScanner

۲- تراویح میں کلام پاک پڑھنے کی اجرت خواہ مشروط ہو یا معروف، جیسا کہ عام طور پر رائج ہے کہ کسی نہ کسی حیلہ سے دینا لازم سمجھا جاتا ہے اور حفاظ کرام بھی ایسی جگہ کی تلاش میں ہوتے ہیں جہاں زیادہ ملنے کی امید ہو، یہاں تک کہ اگر کسی دوسرے شہر میں بھی جانا پڑے تو جاتے ہیں اور اگر کسی جگہ کچھ ملنے کی امید نہ ہو تو وہاں نہیں جاتے، زبان سے نہ کہیں مگر دل میں ملنے یا لینے کی نیت ضرور ہوتی ہے تو ان سب صورتوں میں ہدیہ، چندہ اور تعاون کے نام پر جو کچھ نقدی وغیرہ دی جاتی ہے، ان کا لینا حرام ہے، کیونکہ قرآن کریم کا پڑھنا عبادت ہے اور عبادت پر اجرت لینا حرام ہے۔

بعض حضرات اس کو اذان واقامت، تعلیم ووعظ وغیرہ پر قیاس کرکے جائز کہتے ہیں، لیکن یہ قیاس درست نہیں، کیونکہ اصلاً تو ان میں بھی عدم جواز ہی ہے، مگر متاخرین نے ضرورت شرعی کی وجہ سے ان کو مستثنی کیا ہے اور تراویح میں قرآن سنانا ضروریات دین میں سے نہیں، لہذا اس کی اجرت حرام ہی رہے گی۔

ہاں! حافظ کو اپنی آمد ورفت کا خرچ اور بصورت قیام، قیام کا خرچہ لینا درست ہے۔

باقی "مسائل رفعت قاسمی" میں جہاں پر یہ فتوی ہے وہاں اس سے اگلے صفحات پر دار العلوم دیوبند کا عدم جواز کا فتوی بھی ہے اور اس میں اس جواز والے فتوی کی وجوہ بیان ہیں انھیں دیکھ لیا جائے۔

1- فالحاصل: أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لايجوز؛ لأن فيه الأمر بالقرأة وإعطاء الثواب للآمر، والقرأة لأجل المال، فاذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولولا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة إلى جمع الدنيا. إنا لله وإنا إليه راجعون.

(شامي: كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم...: ٩/٩٥، ط: حقانية)

٢- ويكره للرجال أن يستاجروا رجلا يؤمهم في بيتهم، لأن استئجار الامام فاسد.

(العالمكيرية: كتاب الصلاة، فصل في التراويح: ١/١١٦، ط: رشيدية)

٣- في رسائل ابن عابدين: والأصل الذي بني عليه حرمة الاستئجار

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

على هذه الأشياء أن كل طاعة يختص بها المسلم، لا يجوز الاستئجار عليها؛ لأن هذه الأشياء طاعة وقربة تقع عن العامل. قال الله تعالى: "وأن ليس للإنسان إلا ما سعى" فلا يجوز أخذ الأجرة كالصوم والصلاة، واحتجوا على ذلك بأحاديث منها ما رواه أحمد في مسنده عن عبد الرحمن بن شبل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: اقرأوا القرآن ولا تأكلوا به، ولا تجفوا عنه، ولا تغلوا فيه ولا تستكثروا به.

(شفاء العليل وبل الغليل في حكم الوصية بالختمات والتهاليل: ۱/۱۵٤، ط: سہیل اکیڈمی لاہور)

٤ - وذكرت أيضا أن الناس اليوم لا يدفعون المال إلا في مقابلة ذلك العمل وعلى ظن وصول ثوابه إليهم لا على أنه تبرع وصلة لذلك العامل سواء عمل أو لم يعمل وقد صرح أئمتنا وغيرهم بأن القاري للدنيا لا ثواب له والآخذ والمعطي آثمان.

(مجموعہ رسائل ابن عابدین: شفاء العلیل...: ۱/۱۷۱، ط: سہیل اکیڈمی لاہور)

٥ - في اعلاء السنن: قال العبد الضعيف: وقال الموفق في المغني: القسم الرابع مما لا تجوز الإجارة عليه القربة التي يختص فاعلها بكونه من أهل القربة يعني يشترط أن يكون مسلماً، كالإمامة والأذان والحج وتعليم القرآن نص عليه أحمد... ثم ذكر ما ذكرناه في المتن وقال: ولأن من شرط صحة هذه الأفعال كونها قربة إلى الله تعالى، فلم يجز أخذ الأجرة عليها كما استأجر قوم يصلون خلفه الجمعة والتراويح.

(كتاب الإجارة، باب الأجرة على تعليم القرآن: ۱۸/۱٦۷، ۱٦۸، ط: ادارۃ القرآن کراچی)

٦ - کسی مسلمان کی وفات کے بعد اس کے عزیز و اقارب اور دوست و احباب اس کو جو بہترین تحفہ بھیج سکتے ہیں اور اس کے ساتھ جو حسن سلوک کر سکتے ہیں، وہ اس کے حق میں دعا کرنا ہے۔

انفرادی طور پر جس وقت بھی کوئی چاہے اس کی وفات کے بعد اس کے لیے دعا کرے اس میں کوئی خرابی نہیں اور نصوص شرعیہ سے اس کا واضح ثبوت ملتا ہے، لیکن بصورت اجتماع، نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا مانگنا ثابت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین نے ایک دو نہیں سینکڑوں، بلکہ ہزاروں جنازے پڑھے اور پڑھائے مگر کسی سے یہ ثابت نہیں کہ انھوں نے نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد اجتماعی طور پر دعا مانگی ہو۔ نیز قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور کتب فقہ میں کہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا، حالانکہ

(جاری ہے)

چھوٹے چھوٹے مستحبات تک بھی کتب فقہ میں مذکور ہیں، ہاں! کتب فقہ میں نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

باقی دعا صفیں توڑ کر ہو یا بغیر توڑے دونوں صورتوں میں جائز نہیں، یہ کوئی دلیل شرعی نہیں اگر صفیں توڑ کر دعا کی اجازت ہوتی تو یہ حضرات اپنی کتابوں میں ضرور اس کا ذکر فرماتے۔

اور کتب حدیث میں نکیر کا نہ ہونا اس کے مباح ہونے پر دلالت نہیں کرتا؛ کیونکہ اگر اس سے ثواب ہوتا تو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور فقہاء امت اس سے محروم نہ رہتے، بلکہ فقہاء اس سے منع نہ فرماتے۔

نیز نکیر جب ہوتی جب صحابہ کرام میں سے کوئی ایسا کرتا، جب ایسا ہوا ہی نہیں تو نکیر کس بات پر۔

علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو استنجاء تک کا طریقہ اور آداب بتادیئے، اگر دعا بعد الجنازہ ہوتی تو اس کو بھی ضرور بیان فرماتے، بلکہ عملاً ایسا فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ دینا اور اس پر عمل نہ کرنا بھی عدم جواز کی دلیل ہے۔

1- فی خلاصة الفتاوی: لایقوم بالدعاء فی قراءة القرآن لأجل المیت بعد صلاة الجنازة وقبلها.

(کتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون: ۱/۲۲۵، ط: رشیدیة)

۲- فی مرقاة المفاتیح: ولایدعوا للمیت بعد صلاة الجنازة؛ لأنه یشبه الزیادة فی صلاة الجنازة.

(کتاب الجنائز، باب المشی بالجنازة... الفصل الثالث: ٤/۱۷۰، ط: رشیدیة)

۳- فی الفتاوی السراجیة: إذا فرغ من الصلاة لا یقوم بالدعاء

(باب الصلاة علی الجنازة: ص ۲۳، ط: ایچ-ایم سعید)

٤- فی البحر الرائق: وقید بقوله "بعد الثالثة" لأنه لایدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصة.

(کتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۲۱، ط: رشیدیة)

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

٥- في البزازية على هامش الهندية: لا يقوم بالدعاء بعد صلاة الجنازة؛ لأنه دعاء مرة لأن أكثرها دعاء.

(كتاب الصلاة، الخامس والعشرون في الجنائز: ٤/ ٨٠، ط: رشيدية)

٦- في المحيط البرهاني: ولا يقوم الرجل بالدعاء بعد صلاة الجنازة؛ لأن أكثر صلاة الجنازة إنما هو الدعاء.

(كتاب الصلاة، الفصل الثاني والثلاثون... نوع آخر... في المتفرقات: ٣/ ١٠٩، ط: بيروت) فقط.

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: ابرار حسين قاضي

المتخصص في الفقه الاسلامي

بالجامعة الفاروقية كراتشي

٣/ ٦/ ١٤٢٨هـ

الجواب صحيح

الجواب صحيح

٥/ ٦/ ٢٨هـ

جامعة فاروقية ... دار الافتاء ... كراچي

Scanned by CamScanner